AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue III
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index
Category Y
Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: سیرت رسول ﷺ کی اہمیت، جامعیت اور طریقہ تربیت

Authors & Affiliations:

[1] **Sana Syed**
Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

[2] **Dr. Naheed Arain**
Chairperson, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

Email Add: [1] sayedabibi786@gmail.com
[2] naheed.arain@usindh.edu.pk

ORCID ID: [1] https://orcid.org/0009-0007-1351-5264

Published: 2024-07-24

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.14497900

Citation: Sana Syed, and Dr. Naheed Arain. 2024. “ سیرت رسول ﷺ کی اہمیت، جامعیت اور طریقہ تربیت: THE IMPORTANCE OF THE SEERAH OF HOLY PROPHET (P.B.U.H), COMPREHENSIVENESS AND HIS METHOD FOR REFORMATION”. AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (03):101-14. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/289.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
ROOTINDEXING
Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info
REINCI

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 101-114

سیرت رسول ﷺ کی اہمیت، جامعیت اور طریقہ تربیت

THE IMPORTANCE OF THE SEERAH OF HOLY PROPHET (P.B.U.H), COMPREHENSIVENESS AND HIS METHOD FOR REFORMATION

*Sana Syed
**Dr. Naheed Arain

ABSTRACT

The life of Prophet Muhammad (ﷺ) is a beacon of guidance for humanity in every aspect. From individual matters to every aspect of social and communal life, his life provides perfect guidance and the ideal model. From the head of a family to the leader of a nation, the life of the Prophet (ﷺ) is beneficial and worthy of emulation for every individual. As a leader, he brought about comprehensive reforms in the personal, social, and spiritual lives of individuals, shaping them into responsible, ethical, and compassionate members of society. Through his actions and teachings, he laid down principles of fairness, social harmony, and the welfare of all, irrespective of their status. The reformation principles adopted by the Holy Prophet (ﷺ) were comprehensive, focusing on both personal and societal transformation. His approach was rooted in compassion, wisdom, and patience, offering a holistic solution to the moral and social problems of his time. His methods were not merely based on external actions but were deeply rooted in understanding human emotions, behaviours, and psychological needs. He ﷺ exhibited unparalleled empathy, understanding the psychological state of his companions and the people around him and would listen patiently to their concerns, struggles, and frustrations, offering comfort and solutions that addressed their emotional and psychological states. For the sake of reform and training, the Messenger of Allah (ﷺ) used to praise and encourage his companions for their good deeds. He would forgive their mistakes, but if the occasion and situation required it, he would also punish them.

Undoubtedly, He was a successful reformer. The principles presented by the Holy Prophet (ﷺ) for individual and collective reform, if the mentors and reformers adopt them, positive results will definitely be achieved.

Key words: Spiritual leadership, Reformer, Individual & collective issues, Compassionate guidance, Character-building, Training methodology.

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ اور قابل تقلید ہے کیوں کہ آپ ﷺ کی زندگی ہر پہلو سے ایک کامل نمونہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے راہ نمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں اخلاقیات، روحانیت، سماجیت، حکمت، قیادت اور انسانیت کے تمام بنیادی اصولوں کی مکمل جھلک موجود ہے۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو

* Ph.D. Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.
** Chairperson, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے، انفرادی معاملات سے لے کر اجتمائی و معاشرتی زندگی کے ہر پہلو کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کامل راہ نمائی اور مطلوبہ نمونہ فراہم کرتی ہے۔ سربراہ خاندان سے لے کر سربراہ مملکت تک ہر شخص کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ مفید اور قابل تقلید ہے۔ ایک طرف عائلی زندگی میں آپ ﷺ ایک مثالی شوہر اور مثالی باپ ہیں تو دوسری طرف میدان دعوت و تبلیغ میں مثالی مبلغ و مصلح اور مثالی معلم کا کردار بخوبی نباہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امور سلطنت میں جہاں آپ ﷺ ایک مثالی حکم راں اور بے مثال مدبر و منتظم ہیں، وہیں میدان جنگ میں مثالی سپہ سالار اور ماہر فن حرب بھی ہیں آپ ﷺ کی سیرت روحانی لحاظ سے بھی بے مثال ہے اور اس میں انسانیت کی خدمت کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ آپ ﷺ معاشرتی زندگی میں تعلقات کی نزاکتوں کا پاس رکھنے والا مثالی شہری سے لے کر بہترین ہمسایہ اور جامع صفات حسنات کے حامل انسان کامل کا نمونہ پیش کرنے والی شخصیت بھی ہیں۔ دنیا میں موجود ہر انسان چاہے اس کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو وہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بہترین تعلیمات اور عملی نمونہ حاصل کر سکتا ہے۔

سیرت رسول ﷺ کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمارے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اتنی کامل اور مکمل ہے کہ اس میں کسی کمی یا زیادتی کی ضرورت اور گنجائش باقی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے چند نکات پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ اطاعت رسول اللہ ﷺ حکم خداوندی ہے: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے نبی اکرم ﷺ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے رکنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"[۱]

"اور جو کچھ رسول تمھیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کر دے اس کے لیے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

آپ ﷺ کی ہر بات، حکم، عمل اور فیصلہ اللہ کی طرف سے ہدایات اور حکمت کا عکاس تھا۔ آپ ﷺ کا ہر عمل اللہ کی رضا کو مد نظر رکھتے ہوئے تھا، اور آپ ﷺ کا ہر فیصلہ اور حکم انسانوں کے لیے ایک عملی نمونہ تھا جو اللہ کی مرضی کے مطابق تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیوں کہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیا کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ پس جب میں تمھیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔"[۲]

آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

"مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"[۳]

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دینا اس بات کی علامت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے ایک ہدایت کا ذریعہ ہیں اور آپ ﷺ کی ہر بات، ہر عمل اللہ کی رضا اور ہدایات کی ترجمانی کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی اطاعت کرنے سے ہی صرف اللہ کی رضا کو حاصل کیا جاسکتا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کا ہر حکم اور عمل اللہ کی طرف سے تھا اور اسی کی مرضی کے مطابق تھا۔

محمد صادق سیالکوٹی کہتے ہیں کہ:

"چوں کہ حضور انور ﷺ کی فرماں برداری سے خدا کے حکموں کی تعمیل ہوتی ہے، اس لیے حضور ﷺ کی اطاعت فرض کر دی ہے، تاکہ آپ ﷺ کی اطاعت سے اللہ کی مستقل اطاعت بجالائی جاسکے اور یہ بات یاد رہے کہ حضور ﷺ کی فرماں برداری کے بغیر خدا کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ اس لیے جو حضور ﷺ کی اطاعت کو ضروری نہیں جانتا وہ اطاعت الٰہی بھی نہیں کر سکتا۔ پس اطاعت رسول ﷺ کا منکر خدا کی اطاعت کا منکر ہے۔"[۴]

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، سیرت طیبہ کو جانے اور اس پر عمل کیے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۲۔ اطاعت رسول ﷺ ذریعہ نجات ہے: نجات اور ہدایت کے حصول کے لیے آپ ﷺ کی اطاعت لازمی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ"[۵]

اس رسول ﷺ کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔"

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کے بغیر اعمال کی اصلاح ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓاْ أَعْمَٰلَكُمْ"[۶]

اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔"

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کی اتباع گمراہی سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور سنت میں وہ تمام اصول اور ہدایات موجود ہیں جو انسان کو اللہ کی رضا کے راستے پر گامزن کرتے ہیں اور گمراہی سے بچاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔"[۷]

۳۔ اتباع رسول ﷺ باعث سعادت ہے: رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے دونوں جہانوں میں سعادت نصیب ہوتی ہے اور اتباع رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

" وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[۸]

"اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اتباع رسول ﷺ کے بغیر آخرت کی کامیابی اور جنت کا حصول ممکن نہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔"[۹]

۴۔ اتباع رسول اللہ ﷺ محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کا حصول ممکن نہیں ہے ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

" قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ"[۱۰]

"کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ بے شک اللہ معاف فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کے حصول کے ساتھ ، گناہوں کی مغفرت کا بھی ذریعہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رضا و محبت کے حصول، اعمال کی درستگی، سعادت اور ہدایت کے حصول کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی پیروی لازمی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت ایمان کی نشانی ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا، کیوں کہ یہ محبت اللہ کی رضا اور دین کی مکمل پیروی کی طرف لے کر جاتی ہے۔ نبی ﷺ سے محبت انسان کو اخلاقی برتری، دین کے دفاع، قربانیاں دینے کی طاقت اور اللہ کے قریب ہونے کا ایک اہم ذریعہ فراہم کرتی ہے۔ یہ محبت انسان کی زندگی کو بدل دیتی ہے اور اسے گمراہی سے بچا کر اللہ کی ہدایت کے راستے پر ڈالتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔"[۱۱]

اس محبت کا تقاضا ہے کہ ہر عمل میں آپ ﷺ کی اتباع کی جائے۔ جب انسان نبی ﷺ کی سنت اور طریقوں پر عمل کرتا ہے، تو اس کا ایمان مکمل اور سچا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کی پیروی کرنا انسان کی زندگی کو بہتر بناتا ہے اور اسے اللہ کی رضا کے قریب لے آتا ہے۔

سیرت رسول اللہ ﷺ کی جامعیت:

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ ایک ایسی روشنی ہے جو ہر دور کے انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو مکمل اور جامع ہے، جس میں انسانیت کے تمام اہم پہلوؤں کی بہترین راہ نمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اخلاقیات، عبادات، سماجی تعلقات، معیشت، قیادت اور حکمت کے ایسے اصول پیش کیے جو نہ صرف ایک فرد بلکہ پورے معاشرے کی فلاح کے لیے مفید ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت میں جو سادگی، تواضع، صداقت، عدل اور انسانیت کا پیغام ہے، وہ آج بھی دنیا کے تمام انسانوں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت میں ہمیں نہ صرف روحانی راہ نمائی ملتی ہے بلکہ آپ ﷺ کی عملی زندگی نے دکھایا کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے کس طرح دینی اور دنیاوی امور میں توازن قائم رکھا جا سکتا ہے۔

دنیا میں جتنے بھی راہ نما اور مصلح آئے انہوں نے اپنے ماننے والوں کے لیے زندگی کے ایک یا دو شعبوں میں محدود راہ نمائی فراہم کی ہے لیکن آپ ﷺ نے تمام انسانیت کے لیے کامل اور اکمل نمونہ پیش کیا، دنیا میں موجود ہر انسان چاہے اس کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو وہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بہترین تعلیمات اور عملی نمونہ حاصل کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے مختلف کرداروں میں اپنی اعلیٰ صفات اور اخلاقی معیاروں سے انسانیت کو ایک شاندار نمونہ دیا۔ آپ ﷺ کی شخصیت ایک ہمہ گیر قائد کی شخصیت تھی، جو بحیثیت شوہر، والد، مصلح، مبلغ، اور حکمران وغیرہ ہر حیثیت میں مثالی تھے۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت شوہر: خوش گوار عائلی زندگی کے لیے زوجین کے باہمی تعلقات کی مضبوطی، اساسی حیثیت کی حامل ہے۔ حضور ﷺ رہائش اور نان نفقہ سمیت تمام حقوق اور حسن سلوک میں اپنی ہر زوجہ کے ساتھ عدل وانصاف کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے کردار اور اخلاق سے دنیا کو یہ سبق دیا کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور احترام کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں جو مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ کی بیویوں کے ساتھ تعلقات نہ صرف محبت، سمجھداری، اور عزت پر مبنی تھے، بلکہ آپ نے اپنی زندگی میں ان کے ساتھ بہت سی ایسی باتوں کو فروغ دیا جو ایک کامیاب اور خوش گوار ازدواجی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہ ڈھال اور حراب کا کھیل دکھا رہے تھے، اب یا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا آپ نے ہی فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تھا (اس طرح میں پیچھے پردے سے کھیل کو بخوبی دیکھ سکتی تھی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے خوب بنو ارفدہ! جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا تو پھر جاؤ۔"[12]

رسول اللہ ﷺ بطور والد: رسول اللہ ﷺ اپنی اولاد کے ساتھ نہایت محبت وشفقت کا سلوک فرماتے تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ، بال بچوں پر شفقت کرنے والا نہیں دیکھا۔ انہوں نے بیان کیا: "ابراہیم (نبی کریم ﷺ کے فرزند) مدینہ کے بالائی مضافات میں دودھ پیتے تھے۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے۔ حضور ﷺ گھر میں داخل ہوتے، تو وہاں دھواں ہوتا، کیوں کہ ان کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ حضور ﷺ بچے کو اٹھاتے، بوسہ دیتے اور پھر واپس پلٹتے۔"[13]

رسول اللہ ﷺ کا اپنی اولاد کے ساتھ شفقت ومحبت کا معاملہ ہی تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی مصروفیت، فاصلہ کی دوری اور گھر میں لوہے کی بھٹی کے دھویں کے باوجود بھی اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے مدینہ طیبہ کے بالائی مضافات میں اس لوہار کے گھر تشریف لے جاتے جو ابراہیم رضی اللہ عنہ کا رضاعی باپ تھا۔

رسول اللہ ﷺ بطور نانا: رسول اللہ ﷺ نہ صرف اپنی اولاد سے محبت فرماتے بلکہ اپنے نواسوں سے بھی بہت محبت فرماتے تھے۔ ان سے ملنے کے لیے تشریف لے کر جاتے تھے۔ ان سے محبت کے اظہار کے لیے ان کا پیار سے نام رکھتے، معانقہ فرماتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں روانہ ہوا۔ نہ تو آپ ﷺ نے مجھ سے گفتگو فرمائی اور نہ ہی میں نے کچھ عرض کیا، یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لائے، پھر وہاں سے واپس چلے آئے، یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (کے گھر کے دروازے پر) پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا وہاں چھوٹا بچہ ہے؟ کیا وہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ کا مقصود حسن رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے گمان کیا کہ ان کی والدہ نے انہیں نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے روکے رکھا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان دونوں (حضور ﷺ اور حسن رضی اللہ عنہ) نے آپس میں معانقہ کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ

میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی اس سے محبت فرمایئے ور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت
فرمایئے"[14]

رسول اللہ ﷺ بطور مصلح: دنیا میں بڑے بڑے مصلح، ہادی اور راہ نما گزرے ہیں مگر جس طرح آپ ﷺ نے، مختصر عرصے میں عقیدے، اخلاق، عبادات اور معاملات سمیت انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح فرمائی اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے بحیثیت مربی افراد اور معاشرہ کو مہذب اور باسلیقہ بنانے پر محنت فرمائی اور ذہن سازی، کردار سازی اور عقیدہ اور اخلاق کی اصلاح ور تعمیر میں انتہائی محنت فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو ایک ایسا ضابطہ دیا جو دنیا و آخرت میں ان کی کامیابی اور کامرانی کا ضامن ہے اور جس کے ذریعے وہ اقوام عالم میں باوقار زندگی گزار سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ہر برائی کی اصلاح فرمائی اور اپنی امت کو بھی اسی کا حکم دیا، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے برائی کو روکنے کا حکم دیتے ہوا رشاد فرمایا:

"تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اور ہاتھ سے ختم کر سکتا ہو تو ہاتھ سے ختم کردے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے اور سمجھائے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے اور اس کے خاتمہ کی خواہش رکھے) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔"[15]

آپ ﷺ کا دل ہمیشہ انسانوں کی فلاح اور ہدایت کے لیے بے چین رہتا تھا، اور آپ ﷺ نے اپنی تمام جدوجہد، تعلیمات اور قربانیوں کو اس مقصد کے لیے صرف کردیا۔ آپ ﷺ انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے کس قدر فکر مند رہتے تھے اس کا اندازہ آپ ﷺ کے ایک قول مبارک سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔"[16]

رسول اللہ ﷺ بطور حکم راں: دنیا نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ذات کی صورت میں ایک ایسے عادل اور رحم دل حکم راں کا مشاہدہ کیا جس کی مثال اس سے پہلے دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ ﷺ نے صرف علاقوں کو فتح نہیں کیا بلکہ دلوں کو مسخر کیا۔ سلیمان ندوی کے بقول:

"دنیا میں جو سلطنتیں قائم ہوئی ہیں یا ہوتی ہیں، ان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک فاتح ایک گروہ کو لے کر اٹھتا ہے اور لاکھوں کو تہ تیغ کرکے اپنی طاقت اور قوت سے سارے جتھوں کو توڑ کر ہزاروں گھروں کو ویران کر کے سب کو زیر کر کے اپنی سرداری اور بادشاہی کا اعلان کردیتا ہے اور ان تمام خون ریزیوں کا مقصد یا تو شخصی سرداری یا خاندانی برتری یا قومی عظمت ہوتی ہے مگر اسلامی جنگ و جہاد اور اسلامی نظام حکومت کی جدوجہد میں ان میں سے کوئی چیز بھی مطمح نظر نہ تھی نہ رسول اللہ ﷺ کی شخصی سرداری، نہ خاندان قریش کی بادشاہی، نہ عربی سلطنت، نہ دنیا کی مالی حرص و ہوس، بلکہ اس کا ایک ہی مقصد تھا صرف ایک شہنشاہ ارض و سما کی بادشاہی کا اعلان اور ایک فرمان الٰہی کے آگے سارے بندگان الٰہی کی سرافگندگی۔"[17]

آپ ﷺ کے طرز حکم رانی نے نہ صرف سیاسی نظام کو استحکام دیا، بلکہ ایک معاشرتی اور اخلاقی نظام بھی قائم کیا، جس میں لوگوں کے حقوق کا تحفظ اور ان کے بنیادی مسائل کا حل پیش کیا گیا اور رعایا کی فلاح و بہبود کو اہمیت دی گئی۔ آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے اصولوں کی

ایک مکمل تصویر پیش کی، جس میں حکم رانی کی طاقت عوام کی خدمت کے لیے ہوتی ہے، عدل و انصاف کی فراہمی کو اولین ترجیح دی جاتی ہے، اور حکم رانوں کو ہمیشہ جوابدہ بنایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی راہ نمائی میں ایک ایسا سیاسی نظام تشکیل پایا جس نے انسانی حقوق، شفافیت، اور مساوات کو فروغ دیا، جو آج بھی بہترین حکومتی طریقوں کی ایک مثال ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔"[۱۸]

رسول اللہ ﷺ بطور معلم: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے پاس ان کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لیے بھیجا، ارشاد الٰہی ہے:

"لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُواْ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَٰلٍ"[۱۹]

"بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ انھی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

اس مقصد کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ نے، اپنی پوری زندگی وقف کر دی اور ترغیب اور ترہیب دونوں سے کام لے کر اس امت کے بہترین افراد تیار کیے۔ اشاعت علم، ترسیل علم، حصول علم اور استحکام تعلیم میں آپ ﷺ کی مثالی محنت اور تدبیر کے نتیجے میں جاہل معاشرے سے تعلق رکھنے والے میدان علم کے شہسوار بن گئے۔ آپ ﷺ ہمیشہ تعلیم حاصل کرنے اور سیکھنے سکھانے کی تلقین فرماتے رہتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حکمت کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے جہاں کہیں بھی اسے پائے وہ اسے حاصل کر لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔"[۲۰]

آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کرنے والوں میں بچے، جوان، بوڑھے، مرد، عورتیں، عربی، عجمی عالم اور جاہل تمام طبقات شامل ہوتے۔ نشر علم، حصول علم اور اشاعت علم کے لیے آپ ﷺ نے اس دور میں ممکن ہر تدبیر کو اختیار کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمی جدوجہد مثالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تربیت:

آپ ﷺ ایک کامیاب مصلح اور مربی تھے، آپ ﷺ کی تربیت کے نتیجے میں بد اخلاقیوں کے مجرم سیرت و اخلاق کے پیکر بن گئے، جنگ جو، صلح و آشتی کے علم بردار بن گئے، انسانوں کے قاتل انسانیت کے نگہبان بن گئے، ایک دوسرے کے خون کے پیاسے آپس میں بھائی بھائی بن گئے ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے ہوئے ہدایت اور شرف کی بلندیوں تک پہنچ گئے۔ شخصیت سازی، معاشرے کی تعمیر اور قوموں اور امتوں کی تربیت اور اصلاح کے لیے آپ ﷺ نے جو اصول پیش کیے اگر مربی اور مصلح انہیں اختیار کر لیں تو یقینی طور پر مثبت نتائج حاصل ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ تربیت کے اصول مندرجہ ذیل ہیں:

حکمت: آپ ﷺ نے تربیت میں ہمیشہ حکمت سے کام لیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ ۖ وَجَٰدِلْهُم بِٱلَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ"[۲۱]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے بہت اچھے طریقے کے ساتھ بحث کرو"۔

محبت ونرمی اور تحمل: رسول اللہ ﷺ تربیت، محبت اور نرمی سے کرتے، انداز گفتگو نرم اور لب ولہجہ شائستہ رہتا، خیر خواہی دل اور زبان دونوں سے جھلکتی تھی۔ آپ ﷺ درگزر سے کام لیتے۔ آپ ﷺ سراپا محبت اور شفقت بن کر تربیت فرماتے۔ آپ ﷺ کے اسی سلوک نے لوگوں کو آپ کا ایسا گرویدہ بنالیا کہ وہ آپ ﷺ کے ہر حکم پر جان دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رحمت اور شفقت کو اپنا احسان بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"فَبِمَا رَحۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ لِنتَ لَهُمۡۖ وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَۖ فَٱعۡفُ عَنۡهُمۡ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ"[۲۲]

"آپ اللہ کی رحمت سے ان کے لیے نرم مزاج ثابت ہوئے اگر آپ ترش رو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔ سو آپ ان سے درگزر فرمائیں اور ان کے لیے استغفار کریں اور کام میں ان کے ساتھ مشورہ کیا کریں۔ جب آپ کا ارادہ پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

ایک اور آیت میں ارشاد ربانی ہوا:

"لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٞ رَّحِيمٞ [۲۳]

"یقیناً تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت شاق گزرتا ہے، تمہاری بھلائی کے بارے میں بہت حرص رکھنے والا ہے، ایمان والوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

آپ ﷺ کی تربیت میں نرمی اور شفقت کی جو خصوصیات نمایاں تھیں، وہ دراصل آپ ﷺ کی روحانیت کی عکاسی کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں سختی، جبر یا تشدد کا کوئی مقام نہیں تھا کیوں کہ آپ ﷺ کی تربیت کا بنیادی مقصد انسانوں کے دلوں میں محبت، عزت، اور توازن پیدا کرنا تھا، تاکہ وہ اللہ کے راستے پر چل کر ایک کامیاب زندگی گزار سکیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"میں دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا مگر آپ نے کبھی اف تک نہ کہی۔ جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کیا"۔[۲۴]

نفسیات انسانی کا خیال: رسول اللہ ﷺ لوگوں کی تربیت کرتے وقت ان کے مزاج اور نفسیات کا پورا لحاظ رکھتے۔ ہر زیر تربیت شخص کی خوبیوں اور خامیوں، فطری صلاحیتوں اور ذہنی وجسمانی قوتوں کا آپ ﷺ کو خوب ادراک ہوتا۔ بچوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں سب کے ساتھ آپ ان کی نفسیات اور مزاج کے مطابق معاملہ فرماتے۔ لوگوں کے ساتھ حسن ظن کا معاملہ رکھتے اور تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی غلطیوں سے درگزر فرماتے۔

جذبات اور احساسات کا خیال: رسول اللہ ﷺ زیر تربیت افراد کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہوئے ان کی تربیت فرماتے اور ان کے جذبات اور احساسات کو تعمیری رخ دیتے، جیسا کہ جب ایک صحابی نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے ان کی سوچ کے انداز کو ایک مثبت اور تعمیری رخ کی طرف موڑ دیا اور انہیں قیامت کی تیاری، خود احتسابی اور مقصد زندگی کی طرف متوجہ کر لیا، جیسا کہ روایت میں ہے کہ:

"ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔"[۲۵]

سزا اور زجر و توبیخ: رسول اللہ ﷺ نرمی اور شفقت سے کام لیتے لیکن اگر ضرورت پڑتی تو غلطی پر آپ ﷺ زجر و توبیخ بھی کرتے، کبھی آواز بلند کرکے، کبھی ترک کلام اور ترک تعلق کرکے اور کبھی سخت لب و لہجہ اختیار کرکے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اگر تربیت کا تقاضہ ہوتا تو آپ ﷺ سزا بھی دیتے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔"[۲۶]

ہمت افزائی اور تحسین: آپ ﷺ دین کے راستے میں اذیتیں برداشت کرنے والوں کو خوش خبری دیتے اور ایسے کلمات خیر ادا کرتے جو ان کے زخموں پر مرہم کا کام کرتے۔ پسندیدہ کاموں میں تحسین و تعریف سے نوازتے اور ہمت افزائی فرماتے، اچھی خوبیوں کو سراہتے جیسا کہ آپ ﷺ نے عبد القیس کے ایک شخص سے فرمایا:

"تجھ میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے عقل اور تحمل۔"[۲۷]

ماحول کی سازگاری: انسان پر اس کے ارد گرد کا ماحول اور صحبت شعوری اور غیر شعوری طور پر بہت اثر انداز ہوتی ہے، صالح معاشرہ اور نیک ساتھی سیرت اور کردار کی تعمیر میں مثبت کردار ادا کرتے ہیں جب کہ بگڑا ہوا ماحول اور برا ساتھی انسان کو پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ فراہم کرنے پر بہت محنت فرمائی جہاں زیر تربیت افراد کی صلاحیتیں تعمیری رخ پر پروان چڑھ سکیں، اس کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد آپ ﷺ کی اجازت سے حبشہ ہجرت کر گئی، پھر آپ ﷺ نے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خود مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور مدینہ میں ایک مکمل اسلامی معاشرہ تیار کیا۔

عملی نمونہ: آپ ﷺ نے دعوت دین کا کام صرف زبانی طور پر نہیں کیا بلکہ عملی طور پر کرکے دکھایا۔ قول و عمل کی اس یکسانیت نے آپ کو تمام مربیوں سے ممتاز اور کامیاب کر دیا۔ آپ ﷺ جو بھی حکم دیتے آپ ﷺ کی زندگی خود اس کی عملی تصویر پیش کرتی یہ ہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رشد و ہدایت اور اصلاح اور تربیت کا سلسلہ اللہ کے حکم سے شروع کیا تو آپ ﷺ نے اپنی گذشتہ زندگی کو پیش کیا:

"فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِۦٓ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ "[۲۸]

میں تو اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں، تو کیا تم نہیں سمجھتے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی دی کہ:

"آپ ﷺ کی سیرت قرآن کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔"[۲۹]

مربی کے اوصاف: رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں۔

دوسروں کی تربیت اور اصلاح سے تب تک مطلوبہ مثبت نتائج حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مربی خود بھی بہترین اوصاف کا حامل نہ ہو۔ مربی کا اچھے اوصاف سے مزین ہونا اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اصلاح کا عمل نہ صرف نتیجہ خیز ہو، بلکہ وہ افراد کی شخصیت اور کردار کی بھی

تعمیر کرے۔ ایسے افراد اپنے ماحول کو مثبت طور پر متاثر کرتے ہیں اور لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی لانے کے قابل ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعلیمات کی روشنی میں مربی کے لیے جن اوصاف سے مزین ہونا ضروری ہے انہیں مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ اخلاص:

تربیت اور اصلاح میں مربی کی نیت اور مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہونا ضروری ہے۔ تربیت کے لیے وہ جو بھی اقدامات اٹھائے اس کے پیش نظر صرف رضائے الٰہی کا حصول ہو۔ قول اور عمل میں جب تک اخلاص نہیں کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ جس کی تربیت کر رہا ہو اس کے ساتھ بھی مخلص ہونا ضروری ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ "[۳۰]

"اور انہیں اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں یہی مستحکم دین ہے۔"

اخلاص کی اہمیت سمجھاتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو اس کے لیے مخلصانہ طور پر کیا گیا ہو اور اس سے اس کی رضا مقصود ہو۔"[۳۱]

ایک اور مقام پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"دین خیر خواہی ہے، صحابہ نے پوچھا کس کے لیے یا رسول اللہ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے لیے، اللہ کے رسول کے لیے۔ مسلمانوں کے امرا اور عوام کے لیے۔"[۳۲]

۲۔ تقویٰ:

مربی میں تقویٰ کا وصف ہونا ضروری ہے تاکہ افراط و تفریط سے اور ظلم و زیادتی سے بچ سکے اور خلوص اور للّٰہیت موجود رہے۔ تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوۡلٗا سَدِيدٗا"[۳۳]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کرو"۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ"[۳۴]

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت مسلمانی کی حالت میں آنی چاہیے۔"

تقویٰ کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"کون ایسا شخص ہے جو مجھ سے ان کلمات کو سن کر ان پر عمل کرے یا ایسے شخص کو سکھلائے جو ان پر عمل کرے، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں ایسا کروں گا، تو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان پانچ باتوں کو گن کر بتلایا: تم حرام چیزوں سے بچو، سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم شدہ رزق

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 101-114

پر راضی رہو، سب لوگوں سے زیادہ بے نیاز رہو گے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ احسان کرو پکے سچے مومن رہو گے۔ اور دوسروں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو سچے مسلمان ہو جاؤ گے اور زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔"[۳۵]

۳:علم:

مربی اپنی کوششوں سے تب تک مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ خود علم سے مزین نہ ہو، اگر اسے دین اسلام کے احکام یا اوامر و نواہی کا پتا نہیں ہو گا تو وہ دوسروں کی صحیح راہ نمائی کیسے کر سکے گا۔ اسلامی نہج اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ تربیت کے مطابق تربیت کرنے کے لیے قرآن و حدیث کا گہرا مطالعہ اور اسوہ رسول ﷺ اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے واقفیت ہونا ضروری ہے اس کے ساتھ جدید رجحانات، نئے تقاضوں اور بدلتے حالات و مسائل، نفسیاتی پیچیدگیوں اور جذباتی نزاکتوں سے واقفیت بھی لازمی ہے تاکہ فریضہ تربیت کی ادائیگی حکمت، توازن اور اعتدال سے ممکن ہو۔ علم کی اہمیت سے انکار ایک مسلمان کے لیے ممکن ہی نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي ٱلَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۳۶]

"آپ کہیے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر ہو سکتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ کی یاد اور اس چیز کے جس کو اللہ پسند کرتا ہے، یا عالم (علم والے) اور متعلم (علم سیکھنے والے) کے۔"[۳۷]

۴۔حسن گفتار:

مربی کے لیے ضروری ہے کہ اس کا لب و لہجہ، انداز تخاطب، طرز گفتگو اور الفاظ کا چناؤ مناسب ہو تاکہ مخاطبین پر مثبت اثر پڑے اور دل کی گہرائی سے اس کے کلام کا اثر قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو جب فرعون کے پاس بھیجا تو انھیں اس کے ساتھ نرمی کا حکم دیا:

"فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ[۳۸]

"اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔"

آپ ﷺ خود بھی نرم مزاج تھے اور ہمیشہ نرمی کی تلقین اور تاکید فرماتے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی کی بنا پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو درشت مزاجی کی بنا پر عطا نہیں فرماتا، وہ اس کے علاوہ کسی بھی اور بات پر اتنا عطا نہیں فرماتا۔[39]"

۵۔مسئولیت کا احساس:

مربی کے اندر احساس مسئولیت اور احساس جواب دہی کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے اندر اس خوف کا ہونا بھی ضروری ہے کہ اگر اس نے یہ مسئولیت صحیح طریقہ سے ادا نہیں کی تو اس کا مؤاخذہ اللہ کے ہاں ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سن رکھو! تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا، سو جو امیر لوگوں پر مقرر ہے وہ راعی (لوگوں کی بہبود کا ذمہ دار) ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا اور مرد اپنے اہل خانہ پر راعی (رعایت پر مامور) ہے، اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہو گا اور عورت اپنے شوہر کے

گھر اور اس کے بچوں کی راعی ہے، اس سے ان کے متعلق سوال ہو گا اور غلام اپنے مالک کے مال میں راعی ہے، اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، سن رکھو! تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر شخص سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔"[40]

٦۔ حسن کردار:

مربی کی تربیت تب تک مؤثر نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کا اپنا کردار اچھا نہ ہو۔ اگر اس کے قول و فعل میں تضاد ہو گا تو اس کی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفۡعَلُونَ۔ كَبُرَ مَقۡتًا عِندَ ٱللَّهِ أَن تَقُولُواْ مَا لَا تَفۡعَلُونَ"[41] "

اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں۔"

خلاصہ:

رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کا اسوہ ہر پہلو میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کا ضامن ہے۔ یہ اسوہ نہ صرف دینی امور کی تعلیمات کو سمجھاتا ہے، بلکہ انسانی اخلاق، معاشرت، سیاسی اور معاشی معاملات میں بھی ایک بہترین راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انسانوں کی ہدایت، اصلاح اور تربیت کے لیے بھیجا اور اس مقصد کے لیے آپ ﷺ اپنی زندگی صرف کر دی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کا کوئی بھی ایسا اہم شعبہ یا معاملہ نہیں ہے جس میں آپ ﷺ نے ہدایات اور تعلیمات نہ دی ہوں۔

اصلاح اور تربیت ایک مسلسل اور محنت طلب عمل ہے جس کے ذریعے فرد اور معاشرتی سطح پر تبدیلی لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس میں کسی بھی مصلح کے لیے اہم کام فرد کی صحیح تربیت اور معاشرتی اصلاح کے لیے ایک مضبوط اور متوازن طریقہ اختیار کرنا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے اس بات کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے کہ کیسے حکمت، نرم دلی، صبر، تدریج اور استقامت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی سطح پر تربیت اور اصلاح کی جا سکتی ہے۔ آج بھی ان اصولوں پر عمل کر کے ہر مربی اور مصلح اپنی اصلاحی کوششوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

نتائج اور تجاویز:

رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ اصولوں اور ضابطوں میں انسانیت کے تمام مسائل کا حل مضمر ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے مصلح، ہادی اور راہ نما گزرے ہیں مگر جس طرح آپ ﷺ نے مختصر عرصے میں عقیدے، اخلاق، عبادات اور معاملات سمیت انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح فرمائی اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ انفرادی معاملات سے لے کر اجتماعی و معاشرتی زندگی کے ہر پہلو کے لیے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کامل راہ نمائی اور مطلوبہ نمونہ فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کی تربیتی حکمت عملی نے نہ صرف مسلمانوں کی روحانی ترقی کی راہ ہموار کی بلکہ انہیں معاشرتی، اقتصادی، اور اخلاقی طور پر بھی ایک مثالی امت بنانے کے لیے بھی راہ نمائی فراہم کی۔ آپ ﷺ نے تربیت کے لیے اصول و ضوابط اختیار کیے اور مربی کے لیے بھی اصول و ضوابط مقرر کیے دوسروں کی تربیت اور اصلاح سے مطلوبہ مثبت نتائج حاصل کرنے کے لیے مربی کا خود بھی ان اصول و ضوابط کو اختیار کرنا اور اوصاف سے مزین ہونا ضروری ہے۔

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 101-114

مربی کے لیے ضروری ہے تربیت اور اصلاح کے لیے رسول اللہ ﷺ کے منہج اور طریقہ کی اتباع کرے۔ زیر تربیت افراد کے ساتھ نرمی اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرے اور ان کی نفسیات، مزاج اور احساسات کا خیال رکھے۔

حوالہ جات:

[۱] القرآن، سورۃ الحشر، ۷

[۲] البخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ، صحیح البخاری، طبع اول، (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، ج:۹، ص:۹۴، ح:۷۲۸۸

[۳] القرآن، سورۃ النساء، ۸۰

[۴] سیالکوٹی، محمد صادق، مولانا، ضرب حدیث، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، س۔ن)، ص:۵۷،۵۸

[۵] القرآن، سورۃ الاعراف، ۱۵۸

[۶] القرآن، سورۃ محمد، ۳۳

[۷] مالک بن انس، مؤطا امام مالک، طبع اول، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۲ھ)، ج:۲، ص:۷۰، ح:۱۸۷۴

[۸] القرآن، سورۃ آل عمران، ۱۳۲

[۹] البخاری، صحیح البخاری، ج:۹، ص:۹۲، ح:۷۲۸۰

[۱۰] القرآن، سورۃ آل عمران:۳۱

[۱۱] البخاری، صحیح البخاری، ج:۱، ص:۱۲، ح:۱۵

[۱۲] ایضاً، ج:۴، ص:۳۹، ح:۲۹۰۷

[۱۳] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، صحیح مسلم (بیروت: دار إحياء التراث العربي، س۔ن) ج:۴، ص:۱۸۰۸، حدیث:۲۳۱۶۔

[۱۴] ایضاً، ج:۴، ص:۱۸۸۲، ح:۲۴۲۱۔

[۱۵] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، (دار إحياء الكتب العربية)۔ ج:۲، ص:۱۳۳۰، ح:۴۰۱۳

[۱۶] البخاری، صحیح البخاری، ج:۸، ص:۱۰۲، ح:۶۴۸۳

[۱۷] نعمانی، شبلی، علامہ، ندوی، سید سلیمان، علامہ، سیرۃ النبی ﷺ، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، اکتوبر ۲۰۱۲ء) ج:۶، ص:۸۵۵

[۱۸] البخاری، صحیح البخاری، ج:۹، ص:۶۴، ح:۷۱۵۰

[۱۹] القرآن، سورۃ آل عمران:۱۶۴

[۲۰] الترمذی، محمد بن عیسیٰ"، سنن الترمذی" (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي، ۱۹۷۵ء) ط:۲، ج:۵، ص:۵۱، ح:۲۶۸۷

[۲۱] القرآن، سورۃ النحل، ۱۲۵

[۲۲] القرآن، سورۃ آل عمران، ۱۵۹

[۲۳] القرآن، سورۃ التوبۃ، ۱۲۸

[۲۴] مسلم، صحیح مسلم، ج:۴، ص:۱۸۰۴، ح:۲۳۰۹

[۲۵] البخاری، صحیح البخاری، ج:۸، ص:۴۰، ح:۶۱۷۱

[۲۶] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، (بیروت: المکتبۃ العصریہ صیدا، س۔ن)، ج:۱، ص:۱۸۵، ح:۴۹۵

[۲۷] مسلم، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۴۷، ح:۱۸

[۲۸] القرآن، سورۃ یونس، ۱۶

[۲۹] مسلم، صحیح مسلم، ج:۱، ص:۵۱۲، ح:۷۴۶

[۳۰] القرآن، سورۃ البینۃ، ۵

[۳۱] النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، طبع اول، (القاہرۃ: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۴۸ء)، ج:۶، ص:۲۵، ح:۳۱۴۰

[۳۲] الہیثمی، ابو الحسن نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، (القاہرۃ: مکتبۃ القدسی، ۱۴۱۴ھ)، ج:۱، ص:۸۷، ح:۲۸۹

[۳۳] القرآن، سورۃ الاحزاب، ۷۰

[۳۴] القرآن، سورۃ آل عمران، ۱۰۲

[۳۵] الترمذی، سنن الترمذی، ج:۴، ص:۵۵۱، ح:۲۳۰۵ ۔

[۳۶] القرآن، سورۃ الزمر، ۹

[۳۷] الترمذی، سنن الترمذی، ج:۴:ص:۵۶۱، ح:۲۳۲۲

[۳۸] القرآن، سورۃ طہ، ۴۴

[۳۹] مسلم، صحیح مسلم، ج:۴، ص:۲۰۰۳، ح:۲۵۹۳

[۴۰] ایضاً، ج:۳، ص:۱۴۵۹، ح:۱۸۲۹

[۴۱] القرآن، سورۃ الصف، ۲، ۳